Q. No. 2 Part (i) سوال نمبر 2 جز (i) **بینٹنگ ریزولیوشن کب منظور ہوئی؟ اس کے اہم خدوخال لکھیں۔**

جواب: بینٹنگ ریزولیوشن 7 جون 1835ء کو منظور ہوئی۔ یہ ریزولیوشن میکالے کے نظریات پر تیار کی گئی۔ اس کے اہم خدوخال یہ ہیں:

1. برصغیر میں تعلیم کا مقصد محض مغربی علوم کا فروغ ہے۔
2. ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہوگی۔
3. ملک کی قومی زبان فارسی کے بجائے انگریزی کر دی جائے۔
4. مشرقی علوم پر کوئی رقم خرچ نہ کی جائے۔

Q. No. 2 Part (ii) سوال نمبر 2 جز (ii) **سارجنٹ رپورٹ کے کوئی سے 5 اہم نکات تحریر کریں۔**

جواب: سارجنٹ رپورٹ کے پانچ اہم نکات درج ذیل میں بیان کیے جا سکتے ہیں:

1. 16 سال تک کی عمر کے بچوں کو مفت تعلیم دی جائے گی۔
2. بچوں کا طبی معائنہ، اُن کی جسمانی صحت اور ضروریات کا خیال رکھا جائے گا۔
3. 6 سال کی عمر کے بچوں کو ابتدائی تعلیم دی جائے گی۔
4. 7 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو پرائمری تعلیم دی جائے گی۔ اس تعلیم کا نظام تربیت یافتہ اساتذہ کے ذریعے کیا جائے گا۔
5. 11 سے 16 سال کے بچوں کو ہائی سکولوں میں تعلیم دی جائے گی۔
6. بچوں کے لیے کھیل کود اور دیگر غیر نصابی و تفریحی سرگرمیوں کا انعقاد کرنا سکیم کا حصہ ہوگا۔
7. ذہنی و جسمانی طور پر معذور بچوں کے لیے بھی تعلیم کے مواقع پیدا کیے جائیں گے۔

Q. No. 2 Part (iii) مانیٹوریل سسٹم پر مختصر نوٹ لکھیں۔ **سوال نمبر 2 جز (iii)**

جواب: مانیٹوریل سسٹم بھی ایک قسم کا طریقہ تدریس ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ جب کوئی استاد سبق پڑھا کر فارغ ہوتا تو طالب علموں یا شاگردوں میں جو سب سے زیادہ لائق ہوتا وہ استاد کے دیئے ہوئے پڑھائے گئے سبق یا دیئے گئے لیکچر کو اونچی آواز میں دہراتا تاکہ تمام بچوں کو اسم نگار ذہن نشین ہو جائیں۔ استاد کے لیکچر کو دہرانے والے طالب علم کو معید کہتے ہیں۔ یہ طریقہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے مراکز تعلیم میں رائج تھا۔

.....

Q. No. 2 Part (iv) درس نظامی کی اہم خصوصیات تحریر کریں (کوئی سے پانچ) **سوال نمبر 2 جز (iv)**

جواب: ملا نظام الدین سہالوی نے درس نظامی تشکیل دیا تھا۔ اس کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1: اس میں منقولات کے بجائے معقولات کی طرف زیادہ رجحان تھا۔

2: اس میں تاریخ و جغرافیہ جیسے اہم مضامین کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔

3: اس میں صرف و نحو کی کتب شامل تھیں۔

4: درس نظامی کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس سے طالب علم میں مطالعہ کی قوت بخوبی پروان چڑھتی تھی۔

5: اس میں رٹہ بازی کے بجائے غور و فکر پر زور دیا گیا۔

Q. No. 2 Part (v) برطانوی نظام تعلیم کے تحت ہندوستان کے تعلیمی اداروں میں تاریخ کا مضمون کیسے پڑھایا جاتا تھا؟

سوال نمبر 2 جز (v)

جواب: مسلمانوں کو ذہنی غلام بنانے اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں دھوکہ ڈالنے کے لیے تاریخ برطانوی نظام تعلیم کے تحت ہندوستان کے تعلیمی اداروں کے نصاب میں تاریخ کے مضمون کو اس طرح پڑھایا جاتا کہ جس سے ثابت ہوتا کہ مسلمانوں کی تاریخ زیادہ اچھی نہیں ہے۔ اور برصغیر پاک و ہند میں انگریز ہندوؤں کی آمد کو ایک بہترین قوم کی آمد کے طور پر پیش کیا جاتا۔ مسلمانوں کے تاریخی واقعات و حقائق کو اس طرح پیش کیا جاتا کہ جس سے مسلمانوں کی جہالت کا خاکہ کھینچتا۔ نیز مسلمانوں اور ہندوؤں میں تفریق کرنے اور اختلافات پیدا کرنے کی غرض سے خاص طور پر تاریخی واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا۔

Q. No. 2 Part (vi) متوسط طبقہ تعلیم کو سرمایہ کاری کیوں خیال کرتا ہے؟

سوال نمبر 2 جز (vi)

جواب: یہ وہ طبقہ ہے جو سرکاری ملازموں، چھوٹے کسانوں اور تاجروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اصل میں یہی طبقہ ہے جو تعلیم کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور تعلیم کو سرمایہ کاری خیال کرتا ہے کیونکہ ان کو لگتا ہے کہ ان کی اولاد تعلیم حاصل کرنے کے بعد معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل کرے گی۔ ان کو بہتر روزگار ملے گا۔ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ اگر آج یہ اپنے بچوں کی تعلیم پر توجہ دیں گے تو کل معاشرے میں ان کا مقام بلند ہوگا۔ یہ ایک ایسا طبقہ ہے جو اپنے عملی معیار اور اپنی نوکری اور معیار زندگی کو منظم رکھنے میں کوشاں رہتا ہے۔ اپنی ملازمت کے باعث بلند معیار زندگی قائم رکھنا ان کی مجبوری ہوتی ہے۔ اس لیے یہ اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دلواتے ہیں تاکہ ان کا معیار زندگی بلند ہو سکے اور ان کی عزت قائم و دائم رہے۔

Q. No. 2 Part (vii) **تعلیم نسواں میں کمی کی وجوہات لکھیں۔** **سوال نمبر 2 جز (vii)**

جواب: تعلیم نسواں سے مراد عورتوں کی تعلیم ہے۔ اس میں کمی کی درج ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں:

1. تعلیمی اداروں کی کمی: تعلیمی اداروں کی کمی یا دوری کے باعث بہت ساری بچیاں تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں خصوصاً دیہی علاقوں میں یہ مسئلہ زیادہ ہوتا ہے۔

2. مخلوط تعلیمی نظام: مخلوط نظام تعلیم بھی ایک وجہ ہے کیونکہ بعض والدین اپنی اقدار و روایات کا باعث اپنی بچیوں کو بچوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

3. غیر موزوں نصاب: نصاب کا غیر موزوں ہونا بھی ایک وجہ ہے کیونکہ لڑکے اور لڑکیوں کے لیے ایک جیسا نصاب کچھ فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اس لیے بھی بہت ساری بچیاں تعلیم حاصل نہیں کرتی۔

- تعلیم نسواں میں کمی کی بہت ساری دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں مثلاً معاشی و معاشرتی حالات اور گھریلو ذمہ داریاں وغیرہ۔

Q. No. 2 Part (viii) **تارک مدرسہ سے کیا مراد ہے؟ غیر موزوں نصاب کیسے ترک مدرسہ کی وجہ بنتا ہے؟** **سوال نمبر 2 جز (viii)**

جواب: جب کوئی بچہ اپنی ذہنی کیفیت یا معاشی، معاشرتی و سماجی مسائل کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑ دیتا ہے تو اس کو تارک مدرسہ کہتے ہیں۔

ترک مدرسہ کی بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں سے ایک اہم وجہ مدرسے میں رائج نصاب کا غیر موزوں ہونا ہے۔ کیونکہ افراد معاشرہ تعلیم کا طے شدہ مقاصد نصاب کا ذریعے حاصل کرتا ہے اس لیے جب نصاب ہی مقاصد کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ہوگا تو افراد معاشرہ کی نظر میں عمل تعلیم بے سود (یعنی بے فائدہ) ہو جائے گا۔ والدین اپنے بچوں کو مدرسوں سے اٹھا لے گے کیونکہ ان کے نزدیک غیر موزوں نصاب کی وجہ سے تعلیم کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ غیر موزوں نصاب تعلیم کی اہمیت کو ختم کر دیتا ہے۔ اس طرح غیر موزوں نصاب [illegible]

Q. No. 2 Part (ix) سوال نمبر 2 جز (ix) **نظم و ضبط سے کیا مراد ہے؟ طلبہ کی کون سی سرگرمیاں تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کے فقدان کی نشاندہی کرتی ہیں؟**

جواب: انسان انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر جب کوئی کام کرتا ہے تو اُسے بعض اصول و قوائد کی پیروی کرنا پڑتی ہے تاکہ اپنی غرض و مقصد کو حاصل کر سکے۔ مقررہ شدہ اصولوں پر عمل کرنا ہی نظم و ضبط ہے۔ مثلاً سڑک پر ٹریفک کا ہر سرخ سگنل پر گاڑیوں کو روکنا۔ تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط سے مراد ادارے کے طے شدہ اصولوں کی پیروی کرنا ہے۔ مثلاً مقررہ اوقات پر جانا اور چھٹی کرنا وغیرہ۔ تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کے فقدان کی نشاندہی طلبہ کی درج ذیل سرگرمیوں سے ہوتی ہے۔

1: کلاسوں سے غیر حاضر رہنا۔
2: امتحانی مراکز میں غیر ضروری اجلاس یا امتحانی مراکز کا بائیکاٹ۔
3: تعلیمی اداروں کے خلاف جلوس جلسہ وغیرہ منعقد کرنا۔
4: غیر ضروری احتجاج کرنا۔

Q. No. 2 Part (x) سوال نمبر 2 جز (x) **تعلیم میں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے ممکنہ فوائد کیا ہیں۔**

جواب: تعلیم ایک ایسا عمل نظام ہے جس میں سرمایہ کاری سے بہت سارے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ پاکستان میں تعلیم میں سرمایہ کاری کی اشد ضرورت ہے۔ تعلیم میں سرمایہ کاری کی وجہ سے نظام تعلیم کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ شرح خواندگی میں اضافہ ہوگا۔ ترک مدرسہ کی شرح کو کم کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم میں سرمایہ کاری ایک ایسا عمل ہے جس کے بعض اثرات دیر سے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً اگر ہم تعلیم میں سرمایہ کاری کریں گے تو آنے والی نسل کی بہتر طور تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکے گا۔ قابل افراد تیار ہوں گے۔ تعلیم کا عمل محض رٹہ بازی تک محدود نہیں رہے گا بلکہ عملی طور پر بھی اس کے فوائد حاصل ہوں گے۔ باکردار اور اخلاقی یافتہ افراد سامنے آئیں گے۔ الغرض تعلیم میں سرمایہ کاری کے باعث ہمیں سارے فوائد حاصل ہو

(Section C)

Q. No. 3 (Page 1) سوال نمبر 3 (صفحہ 1) امام غزالی کا تعارف پیش کیجیے۔ نیز امام غزالی کے تجویز کردہ تدریسی طریقے تفصیلاً لکھیے۔

جواب:-

تعارف:

امام محمد غزالی کا نام محمد الغزالی تھا۔ ان کا دور 1058 سے 1111 تک کا ہے۔ آپ عظیم مفکر اور ماہر تعلیم تھے۔ آپ کی دو مشہور تصانیف کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ہیں۔ اہل مغرب بھی آپ کی تعلیمی بصیرتوں کا لوہا مانتے ہیں۔ آپ کی ہیں ساری تصانیف کئی زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ عمل تعلیم کے بارے میں آپ کے تصورات انفرادیت کے حامل ہیں۔ آپ کے نزدیک علم خدا کی دین ہے۔ عقل علم کا منبع ہے۔ علم ساکن نہیں بلکہ رواں دواں ہے۔ آپ نے علم کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے کہ ایسا علم جو انسانوں کے لیے فائدہ مند ہو مثلاً طب، تفسیر وغیرہ یہ علوم محمود ہیں۔ جبکہ ایسا علم جو انسانوں کے لیے نقصان دہ ہو مثلاً جادو وغیرہ یہ علوم مذموم ہیں۔ آپ کے نزدیک تعلیم کا بنیادی مقصد معرفت الٰہی ہے یعنی ایسا تعلیم جو جس کے ذریعے انسان ذات باری تعالیٰ کی پہچان حاصل کر سکے۔ دوسرے نمبر پر رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنا مقصد تعلیم ہونا چاہیے یعنی زندگی کی پہچان حاصل ہو جائے تو پھر اس کی رضا میں راضی رہنا چاہیے۔ تیسرا مقصد تعلیم اخلاقی اقدار کا فروغ ہے۔ چوتھا مقصد سیرت و کردار کی تشکیل ہے یا پانچواں مقصد معاشی خود کفالت اور چھٹا مقصد تسخیر کائنات ہے۔

امام غزالی نے بچپن سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ آپ نصف زندگی گزارنے کے بعد تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور اس بات کو ثابت کیا کہ تعلیم کا حصول کسی بھی عمر میں ممکن ہے بس لگن سچی ہونی چاہیے۔ آپ کے اقوال بہت شہرت کے حامل ہیں۔ آپ نے نظامیہ بغداد سے تعلیم حاصل کی اور

(Section C)

Q. No. 3 (Page 2) سوال نمبر 3 (صفحہ 2)

بعد میں وہاں کا صدر نشین بنے۔
امام غزالی نے تعلیم کے ہر شعبے میں رہنمائی کی۔
اُن کا تدریس کا جو اصول بنایا وہ طالب علم کی نفسیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مغربی مفکرین نے جو تدریسی اصول وضع واضح کیے ہیں امام غزالی کے بنائے گئے تدریسی اصول بھی اسی طرح کے ہیں۔ اُن کے نزدیک طریقہ تدریس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؛

تدریس میں تدریج؛

اُن تدریس میں تدریج کے اصول کو مدنظر رکھتے تھے ہیں۔ اُن کے نزدیک تعلیم علی درجہ بدرجہ حاصل ہونی چاہیے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ تدریجاً تعلیم کا انتظام کرے۔

طلبہ کی ذہنی استعداد کے مطابق تعلیم؛

امام غزالی کہتے ہیں کہ تدریس کے عمل میں طلبہ کی ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو اُن کی ذہنی استعداد کے مطابق تعلیم دے تاکہ اُن کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

اسباق کی تیاری؛

امام غزالی کہتے کہ استاد کو چاہیے پڑھانے جانے والے سبق کو پہلے خود اچھی طرح سے تیار کرے۔ جو اساتذہ اسباق کی تیاری نہیں کرتے وہ اپنے پیشے کا حق انصاف نہیں کرتے۔

سابقہ معلومات کے ساتھ ربط کے ذریعہ تعلیم؛

امام غزالی کہتے ہیں کہ طلبہ کے لیے سبق کو آسان بنانے کے لیے اُن کی سابقہ معلومات کے ساتھ ربط قائم کرکے نئی معلومات فراہم کی جائیں۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 3) سوال نمبر 3 (صفحہ 3)

تعلیم کو دلچسپ بنانا:

امام غزالی کہتے ہیں کہ اساتذہ کو کہانیوں اور حکایات کے ذریعے اپنے سبق کو دلچسپ صورت میں طلبہ کے سامنے پیش کرنا چاہیے تاکہ وہ پوری دلچسپی سے تعلیم حاصل کرے۔

الغرض امام غزالی نے قدیم رسم سے ایسے نفسیاتی دلیلوں کو اجاگر کیا کہ جن کو مدِ نظر رکھ کر کام کیا جائے تو نظامِ تعلیم کو کامیاب اور بنایا جا سکتا ہے اور مقاصدِ تعلیم کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 1) سوال نمبر 4 (صفحہ 1) تعلیمی اداروں کے نظم و ضبط میں کمی کے اسباب کی وضاحت کریں۔ (کوئی سے کی)

جواب:-

جب کوئی فرد انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر کوئی کام سرانجام دینا چاہتا ہے تو اُس کام کو کرنے کے چند اُصول مقرر ہوتے ہیں۔ ان اصولوں کی پیروی کرنا اور خلاف ورزی نہ کرنا نظم و ضبط کہلاتا ہے۔ ہر ادارے کے کچھ طے شدہ اصول ہوتے ہیں یہ اصول ادارہ اور معاشرہ مل کر طے کرتے ہیں۔ اور ان اصولوں پر عمل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ مثلاً سرخ سگنل پر رُک جانا رُکے طے شدہ اصول ہے۔ اس اصول پر عمل کرنا نظم و ضبط کی مثال ہے۔

دیگر تمام اداروں کی طرح تعلیمی اداروں کے بھی چند رُکے طے شدہ اصول ہوتے ہیں۔ جن پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ ان اصول و قوائد کی پابندی کرنا اور اپنی مرضی اور رائے کو چھوڑ کے ان طے شدہ اصولوں پر عمل کرنا ہی نظم و ضبط ہے۔ مثلاً سکول کے آنے جانے کی ٹائمنگ طے شدہ ہیں۔ ان اوقات کی پابندی کرنا

بدقسمتی سے ہمارے ہاں تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کا فقدان ہے جس کی نشاندہی طلبہ کے درج ذیل رویوں سے ہوتی ہے۔

کلاس سے غیر حاضر رہنا۔
احتجاجی جلوسوں میں شرکت۔
امتحانی مراکز کا بائیکاٹ وغیرہ

تعلیمی اداروں میں نظم ضبط کی کمی کے بہت سارے اسباب ہیں۔ مثلاً

1۔ والدین کا رویہ
2۔ اساتذہ کا رویہ
3۔ سیاسی جماعتوں کا کردار
4۔ سکول انتظامیہ کا کردار
5۔ طلبہ کے نفسیاتی مسائل

(Section C)

Q. No. 4 (Page 2) سوال نمبر 4 (صفحہ 2)

ان اسباب پر ہم تفصیل گفتگو کریں گے

ان اسباب کی تفصیل درج ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں:

والدین کا رویہ:

بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ بچہ یہیں سے بہت سی چیزیں گھر سے سیکھتا ہے۔ اُس کے رویوں کی ابتدائی تشکیل گھر میں ہوتی ہے۔ والدین کی عدم توجہی کا باعث بچہ نظر انداز ہوتا ہے اور اُس میں منفی رویے پروان چڑھتے ہیں۔ بعض والدین اپنی ملازمت اور دیگر کئی وجوہات کی بنا پر اپنے بچوں پر خاص توجہ نہیں دے سکتے اُن کی اس لاپرواہی کی بدولت بچے میں منفی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے جب بچہ سکول وغیرہ میں جاتا ہے تو ذمہ دار رویے کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ وہ وقت پر کلاس نہیں لیتا۔ جس سے نظم و ضبط کا فقدان پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ سے اپنے والدین کی عدم توجہی کا باعث آزاد زندگی گزارنے کا عادی ہو جاتا ہے اس لیے اُسے ادارے کی طرف سے لگائی گئی پابندیاں ناگوار گزرتی ہیں اور وہ ادارے کے اصول و ضوابط کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

اساتذہ کا رویہ:

نظام تعلیم میں استاد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اُستاد کا کردار طلبہ کے لیے مشعل راہ ہوتا ہے۔ اگر استاد خود بھی کردار کا پختہ نہ ہو تو بچوں میں بھی بری عادات پیدا ہو گی۔ استاد کے قول و فعل میں اگر مطابقت نہیں ہو گی تو تعلیم کے مثبت حاصل نہیں ہوں گے آج کل اساتذہ نے تدریس کو محض نوکری سمجھ لیا ہے وہ کمرہ جماعت سے باہر خود کو استاد نہیں سمجھتے۔ جس سے طلبہ میں اخلاقی رذیلہ پیدا ہوتے ہیں۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 3) سوال نمبر 4 (صفحہ 3)

اساتذہ کو چاہیے کہ خود بھی نظم و ضبط کی عملی
نمونہ پیش کریں اور بچوں کی تربیت بھی اسی طرح کریں۔
اگر اساتذہ معاشی مسائل کا شکار ہوں گے۔ ادارے کے طے شدہ اصولوں
کی خلاف ورزی کریں گے تو بچے بھی خلاف ورزی کریں گے۔
جس سے نظم و ضبط میں کمی ہوگی۔ اساتذہ کا غیر
ذمہ دارانہ رویہ بھی نظم و ضبط میں فقدان کی اہم وجہ ہے۔

سیاسی جماعتوں کا کردار:

سیاسی جماعتوں کا کام ملکی سیاست کو چلانا اور
ملک کے دیگر معاملات کو دیکھنا ہے جبکہ تعلیمی اداروں کا کام تعلیم دینا
ہے اور طلبہ کا کام تعلیم حاصل کرنا ہے۔ مگر بدقسمتی سے پچھلے
چند سالوں سے سیاسی پارٹیوں نے طلبہ اور اساتذہ میں
چھوٹی اور مگر منظم سب تنظیمیں قائم کیں ہوئی ہیں جن
کی وجہ سے استاد اور طالب علم کے تعلقات میں خرابی پیدا ہوئی ہے
اور ادارے کا ماحول خراب ہوتا ہے۔

ادارے کی انتظامیہ کا کردار:

نظم ضبط میں فقدان کی ایک اہم وجہ تعلیمی ادارے
کی انتظامیہ کا غلط کردار ہے۔ اگر تعلیمی ادارے کی انتظامیہ اپنے
امور و فرض پر سر انجام نہیں دے گی تو ادارے میں بدنظمی پیدا ہوگی۔
جب انتظامیہ ہی ٹھیک نہیں ہوگی تو دیگر نظام و عملہ بھی
اصولوں کی خلاف ورزی کرے گا۔ طلبہ کو وسائل تعلیم حاصل نہیں
ہوں گے جن کا مہیا کرنا انتظامیہ کی ذمہ داری ہے تو طلبہ
میں غلط جذبات پیدا ہوں گے اور وہ ادارے سے متنفر ہو جائیں گے اور
ادارے کے بنائے گئے اصولوں کی خلاف ورزی کریں گے۔

طلبہ کے نفسیاتی مسائل:

بعض طلبہ ذہنی طور پر پریشان ہوتے ہیں
جس کی وجہ سے وہ چڑچڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہیں اور مقررہ وقت
پر چیزوں کو سر انجام نہیں دیتے۔ ایسے طلبہ کو مشاورت کی ضرورت ہوتی
ہے مگر مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے وہ نظام تعلیم میں مشکلات کا باعث بنتے
ہیں۔ کچھ بچے دوسرے بچوں کو تنگ کرتے ہیں طلبہ کو ادارے کے خلاف ورغلاتے ہیں۔
ایسے طلبہ نظم و ضبط کے فقدان کی وجہ بنتے ہیں

(Section C)

Q. No. 5 (Page 1) تحریک علی گڑھ کے اثرات کا اجمالی جائزہ پیش کیجیے۔ (کوئی سے دو نکات) سوال نمبر 5 (صفحہ 1)

جواب:-

تحریک علی گڑھ کے بانی سر سید احمد خان ہیں۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد مسلمان انگلیز تعلقات کو بہتر بنانا اور مسلمانوں کو جدید تعلیم حاصل کرنے کی طرف راغب کرنا۔ اس تحریک کا باعث مسلمانوں نے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ جس سے انھیں ملازمتیں ملیں اور ان کی معاشی حالت بہتر ہوئی۔

سر سید احمد خان نے دیگر کئی تعلیمی ادارے قائم کیے مثلاً

سر سید احمد خان نے مسلمانوں کی لڑکیوں کے لیے دیگر کئی ادارے بھی قائم کیے مثلاً محمڈن اورینٹل کالج، تعلیمی کمیٹی اور کل انڈیا مسلم محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس وغیرہ۔

تحریک علی گڑھ کی وجہ سے درج ذیل اثرات مرتب ہوئے:

1: مغربی تعلیم کا فروغ
2: انگلیز حکمرانوں کے ساتھ مفاہمت
3: مسلم اتحاد
4: تحریک پاکستان کا قیام
5: اردو زبان کا فروغ
6: دیگر تعلیمی اداروں کا قیام
7: اسلام کا محدود تصور

ان ارکان کی تفصیل درج ذیل میں دی جا رہی ہے:

مغربی تعلیم کا فروغ:-

تحریک علی گڑھ کا بنیادی مقصد مغربی تعلیم کا فروغ تھا۔ مسلمانوں کو مغربی تعلیم کی طرف راغب کر کے انھیں جدید تعلیم حاصل کرنے کے لیے تیار کرنا تحریک علی گڑھ کا مقصد تھا۔ یہ تحریک اس مقصد میں کامیاب ہوئی۔ مسلمانوں نے سر سید احمد خان کی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر مغربی تعلیم کو حاصل کرنا شروع کر دیا

(Section C)

Q. No. 5 (Page 2) سوال نمبر 5 (صفحہ 2)

اس طرح مسلمان جو تعلیمی لحاظ سے انتہائی پسماندہ ہو گئے تھے انھیں ترقی حاصل ہوئی۔ اور ان کی تعلیمی حالت بہتر ہوئی۔ ~~مسلمانانِ~~ برصغیر کے مسلمان جو مغربی تعلیم کو برا خیال کرتے تھے وہ جدید تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ ہوئے اور انگریزی اداروں میں تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔

تحریکِ پاکستان کا قائد:

تحریکِ علی گڑھ کو تحریکِ پاکستان کا قائد تصور کیا جاتا ہے کیونکہ تحریکِ علی گڑھ کی بدولت مسلمانوں کو اکٹھا کیا گیا اور ان میں آزادی کا جذبہ کو ابھارا گیا اگرچہ اس تحریک کا براہِ راست تحریکِ پاکستان سے کوئی تعلق نہیں مگر اس تحریک سے مسلمانوں کو طاقت ملی انھوں نے تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور بعد میں یہی افراد انہی افراد نے تحریکِ پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔

اسلام کا محدود تصور:

سر سید احمد خان نے کہا تھا کہ ہمارے دائیں ہاتھ میں فلسفہ بائیں ہاتھ میں نیچرل سائنس اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا تاج ہمارے سروں پر ہوگا مگر حقیقت اس کے برعکس تھی۔ اس تحریک میں اسلامی تعلیمات کو وہ مقام نہ حاصل ہو سکا جس کی مسلمانوں کو توقع تھی۔

اردو زبان کا فروغ:-

انگریزوں نے سرکاری زبان فارسی کے بجائے انگریزی کر دی اور ملازمتوں کا حصول بھی صرف انگریزی جاننے والوں کے لیے ممکن کر دیا۔ اس طرح فارسی اور عربی اپنی اہمیت کھو چکی تھیں۔ اب مسلمانوں میں رابطے کی واحد زبان اردو رہ گئی تھی۔ اور اس سے اردو

(Section C)

Q. No. 5 (Page 3) سوال نمبر 5 (صفحہ 3)

اردو مسلمانوں کی زبان کا درجہ حاصل کر گئی۔ سر سید احمد خان اور دیگر اکابرین تحریک علی گڑھ نے اپنی تحریروں اردو میں کر کے جس سے اس زبان کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوا۔ اور اردو زبان فروغ حاصل ہوا۔

دیگر تعلیمی اداروں کا قیام

تحریک علی گڑھ کی کامیابی کو دیکھ کر ہوئے دیگر لوگوں نے بھی تعلیمی ادارے قائم کرنا شروع کر دیئے۔ برصغیر میں بہت سارے ایسے تعلیمی ادارے قائم ہوئے جو تحریک علی گڑھ سے متاثر ہو کر قائم کیے گئے تھے۔ مثلاً پنجاب میں انجمن حمایتِ اسلام پنجاب، انجمن اسلامیہ پنجاب وغیرہ۔

الغرض مسلمانوں کی پسماندہ حالت کو بہتر بنانے میں تحریک علی گڑھ نے مرکزی کردار ادا کیا۔ تحریک علی گڑھ کی بدولت مسلمانوں کو جدید خطوط حاصل ہوئی۔ مگر تحریک علی گڑھ کی بدولت دینی تعلیم کو خاص توجہ نہ ملی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے روایتی تعلیم جو تھا وہ ختم ہو گیا اور سب انگریزوں والی حاصل کرنا شروع ہو گئے۔